

”شاید آپ سمجھ رہے ہیں میں جھوٹ بول رہا ہوں؟ اس نے
جیسے والے انداز میں پوچھا۔

”نہیں بھئی!“ میں نے نرمی سے کہا: ”جھوٹ یا سچ میں فرق
پہچان لیتا ہوں۔ جو شخص وکیل یا ڈاکٹر سے جھوٹ بولے وہ بے وقوف
ہے اور اپنا کیس اپنے ہاتھوں بگاڑتا ہے۔ میں ایسے کیس نہیں
لیتا۔ جھوٹ کا شبہ ہو تو صاف کہہ دیتا ہوں، شکر ہے سزا آپ جاسکتے

”ڈاکٹر!“ اس کا لہجہ جذبات سے مادی تھا: ”قتل کرنا میرا پیشہ
بھی ہے، شوق بھی۔ قتل کرنے کا معاوضہ تو ملتا ہی ہے، قتل کر کے ایک
مجیب سی سترت بھی ہوتی ہے!“ اس نے جھک کر میری نوٹ بک
کی طرف دیکھا: ”آپ لکھ رہے ہیں نامیری باتیں؟“
”ہاں لکھ رہا ہوں۔“ میں نے قلم چلاتے ہوئے دو تار لہجے میں
جواب دیا۔ میرے چہرے پر ہیرت نہیں تھی۔

ایک چارہ ساز کا قتل

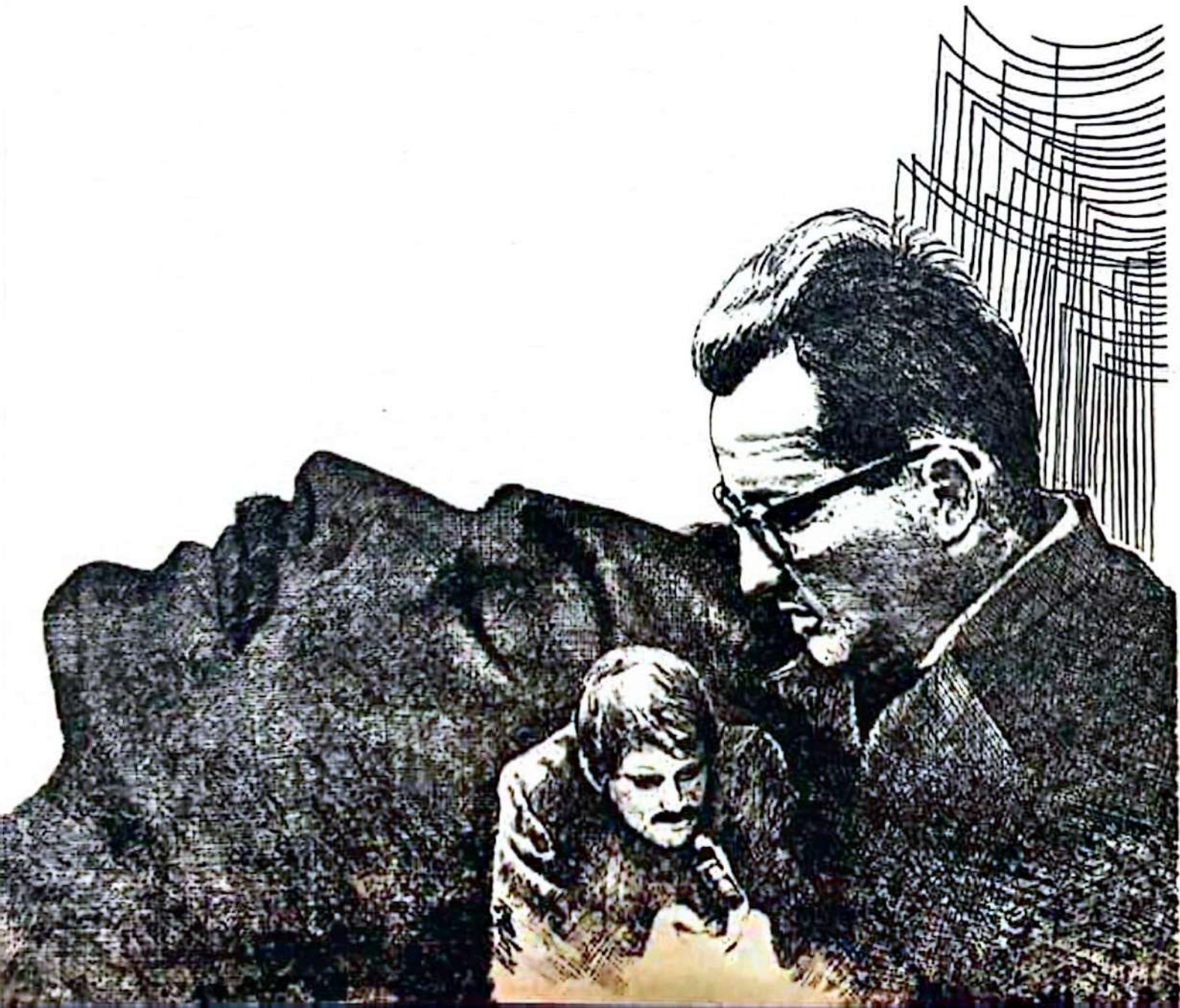
اُس کے ہاتھ پہانے باز کوفے ایسا بے شمار میٹا آیتا تھا

وہ تحریر میں جو صرف مغرب میں لکے جاتے ہیں

اسٹیو، اوڈانیلے * نرگسے سٹیف

<https://www.facebook.com/groups/372605677178945/>

Zegham imran



کون سا دشوار سچہ سارا کام تو گولی کرتی ہے، آدمی بس انگلی ہلا دیتا ہے
 اس نے ایک انگلی اور انگوٹھے سے ریوالتوں کی شکل بنائی۔ بڑے سے بڑا
 پہلوان چشم زدن میں جیت ہو جاتا ہے۔ نختی سی گولی ہار کر گرا جاتی ہے،
 بڑا مڑا آتا ہے۔ اس نے تمغہ لگایا۔ پہلے کامیاب قتل کے بعد لے
 اطمینان ہو گیا کہ پولیس میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ میں نے سوچا، کیوں نہیں
 پیشہ اختیار کر لوں۔ کوئی اور کام مجھے نہیں آتا تھا۔ ڈاکٹر! آپ کو یہ
 سن کر خوشی ہوگی کہ مجھے اس فیصلے پر آج تک پشیمانی نہیں ہوئی۔ یہ پیشہ
 نفع غنیمت بھی بہت ہے۔ میں اب تک گیارہ قتل کر چکا ہوں۔ جلد ہی
 ایک دہجن پولس ہو جائیں گے۔ وہ بے ہنگم منہی ہنسنا۔ چھ سال میں
 ایک دہجن ہر سال دو۔ یہ واسطہ زیادہ تو نہیں ہے ڈاکٹر؟ میں چاہوں تو
 اسے سالانہ کے بجائے ماہانہ کر سکتا ہوں ایک خاص بات بتاؤں آپ کو
 میرے لیے جب تک کوئی شخص اجنبی ہے، میں اسے ہلاک نہیں کرتا۔ میں ہر
 قتل کے پہلے ملام بڑھاتا ہوں اور اس کی رگ رگ سے واقف ہو جاتا ہوں
 ہوں میرا رویہ دوستانہ ہوتا ہے وہ مجھے اپنا دوست سمجھنے لگتا ہے۔ میں
 دل میں بہت ہنسنا ہوں۔ تمکار سوچ بھی نہیں سکتا کہ میں اسے قتل کرنے کا
 ارادہ رکھتا ہوں! چاہے کسی روز وہ مجھے قاتل کے روپ میں دیکھتا ہے
 متحیر رہے۔ مجھے اس کی حالت دیکھنے کے قابل ہو جاتی ہے۔ اُسے اپنی
 آنکھوں پر اعتبار نہیں آتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ اُسے کوئی بھی ایک خواب دکھائی
 دے رہا ہے یا اس کے ہوش و حواس زائل ہو گئے ہیں۔ تعجب خوف
 بے یقینی اور بے بسی کی تصویر مجھ پر فریاد، سر ہلکا، التجا، وہ گڑ گڑا کے دم کی
 جھپک مانگتا ہے مقدس باپ اور اس کے مقدس بیٹے کا واسطہ دیتا ہے
 میں مزے لیتا رہتا ہوں ہنسنا رہتا ہوں، پھر جب آٹا ہٹ جوتے لگتی ہے تو
 اُس کی روح جسم کی قید سے آزاد کر دیتا ہوں۔

”ایک قتل کا کیا معاوضہ لیتے ہو تم؟“ میں نے دریافت کیا۔
 ”اس کا سونے کی طرح کوئی بین الاقوامی بھانڈو نہیں ہے۔ اگر
 تمکار کوئی اہم آدمی ہے اور اُسے قتل کرنے والا بھی باجیتیت ہے تو
 میں بڑا ڈالٹر کم مل جاتا ہوں۔ ویسے میرا کم سے کم معاوضہ پانچ
 ہزار ڈالر ہے۔“

”کبھی یہ بھی ہوا ہے کہ تمکار نے تمہیں اپنے قتل کرنے والے سے
 زیادہ رقم کی پیش کش کی ہو؟“
 ”کیوں نہیں۔ زندگی کے لیے آدمی کیا نہیں کرتا۔ اُس نے لطف
 لیتے ہوئے بتایا کہ اکثر یہ نصیب یہ کوشش کرتے ہیں پانچا سب کچھ
 پیش کر دیتے ہیں۔ ہزاروں کی جگہ لاکھوں کا امکان ہو جاتا ہے لیکن
 ڈاکٹر! بات رقم کی نہیں اصل کی ہے۔ میں ایک با اصل آدمی ہوں
 وعدے سے نہیں بچتا۔“

”اچھا، ایک بات بتاؤ۔ میں نے راز دارانہ طریقے سے پوچھا۔
 سب کچھ

میں کسی اور کے پاس۔ شہر میں ایسے ماہرین نفسیات کی کمی نہیں جو مرعض
 سے زیادہ اُس کی جیب دیکھتے ہیں۔“
 وہ کچھ مطمئن ہو گیا۔ نفسیاتی معالج کے لیے سب سے اہم مرحلہ مرعض کا
 اعتماد حاصل کرنا ہوتا ہے۔ اعتماد پیدا نہ ہو تو بڑے سے بڑا میکانیکی معجزہ
 نہیں دکھا سکتا۔ یہ شخص خود کو فرسے قاتل کہتا تھا لیکن اس کی شکل مرعض
 جرم میں جیسی نہیں تھی۔ یہ ایک مظلوم و مسکین آدمی معلوم ہوتا تھا، کمزور اور
 بے ضرر سا مگر اس کی جیب میں دیوار لڑ تھا۔ میری نظر فوراً اُس کی جیب
 پر پڑ گئی تھی۔

”جو کچھ کہنا ہے کسی مجھک اور ڈر کے بغیر کہہ دو۔ میں نے کہا۔
 ”راز داری ہمارے پیشے کا بنیادی اصول ہے ورنہ ہر ماہر نفسیات بیکار
 ہوتا۔ ہم کمزوروں کا علاج کرتے ہیں اُن سے فائدہ نہیں اُٹھتا۔“
 اُس نے مسکرا کے جیب سے سگریٹ نکالی اور سگٹانے لگا پھر
 اُسے کچھ خیال آیا۔ ڈاکٹر! سگریٹ لیمے۔“

میں نے سگریٹ کیس سے ایک سگریٹ لے لی۔ شکریہ۔ پہلا
 ہی کش بڑا تھا پھر بھی میں نے تعریفی انداز میں سر ہلایا۔ کون سا برانڈ ہے
 اُسے جیلانی ہوئی مگر وہ سنبھل گیا۔ یہ برانڈ بازار میں نہیں ملتا۔
 میں اپنے لیے خاص طور پر بڑھاتا ہوں۔ اب کے آپ کے لیے بھی لاؤں گا
 مگر ڈاکٹر! پہلے یہ بتائیے آپ میری باتوں سے بیزار تو نہیں ہوتے؟
 میں آج تیسری دفعہ آیا ہوں۔ کہیں آپ مجھ سے تو میری باتیں نہیں سنتے؟
 ”نہیں جیسی؟ میں نے سگٹا کے سگریٹ کا ٹکڑا کھا لیا۔ اس میں کوئی
 شک نہیں کہ ہر کیس دلچسپ نہیں ہوتا۔ بعض بزرگ بھی آتے ہیں اُن
 کے سامنے میں خود نفسیاتی مرعض ہو جاتا ہوں بہت اچھن ہوتی ہے
 لیکن تمہاری باتیں سن کے مجھے مڑا آتا ہے۔“

”شکریہ۔ وہ کچھ بھگیا۔ ڈاکٹر! فرض کیجئے میں آپ کو اپنا دوست
 سمجھ لوں؟“

”اس میں فرض کرنے کی کیا بات ہے ڈان! مجھے منہسی آگئی۔ تم
 میرے دوست ہی ہو۔ تم سمجھو نہ سمجھو۔ میں یہی سمجھتا ہوں۔“
 ”آج میں آپ کو سب کچھ بتا دوں گا، وہ باتیں بھی جو بتانی نہیں
 چاہئیں۔ آپ قطعاً پور نہیں ہوں گے مگر ششہ دو ملاقاتیں بچپن کی
 باتوں میں گزر گئیں۔ وہ فضل باتیں تھیں اُن سے کسی کو کیا دلچسپی ہو سکتی
 تھی مگر آج کی باتیں آپ کو یاد رہیں گی۔ آپ آدھا گھنٹہ تو دیں گے نا
 مجھے؟“ اُس نے وقت دیکھا۔ پانچ بجنے میں پچیس منٹ ہیں۔
 ”وقت کی فکر نہ کرو۔“ میں نے کہا۔

”میں نے پہلا قتل کیا تھا تو میری کیفیت عام آدمیوں سے مختلف
 تھی۔ اُس کی نظریں دیوار پر جمی ہوئی تھیں۔ مجھے بالکل ڈر نہیں لگا۔ خیال
 آیا، لوگ خواہ مخواہ اتنا ڈرتے ہیں۔ یہ بھی کوئی کام ہے۔ گولی چلانا

”زیادہ لطف مرد کو قتل کرنے میں آتا ہے یا عورت کر؟“
 ”یہ ذرا ٹیڑھا سوال ہے؟“ اس نے ذہن پر زور ڈالا۔ شاید عورت کو مانے میں زیادہ مزا آتا ہے کیونکہ عورت زیادہ مظلوم اور کمزور بنتی ہے۔ پہلے نازخروں سے مطلب نکالنا چاہتی ہے پھر منت سماجت اور رٹنے جھوٹے پرائز آتی ہے۔ عورت کی ہدائی چنچ بڑی سُرلی ہوتی ہے۔ آپ کی بات پر یاد آیا۔ اس نے ہنرؤں پر زبان پھیری۔ ”میرے قتل میں عورتوں اور مردوں کا تناسب برابر ہے لیکن اتفاق دیجیے جنھوں نے میری خدمات حاصل کیں وہ سب عورتیں تھیں۔“
 ”اگر وہ واقعی عجیب بات ہے۔“ میں نے دلچسپی سے کہا۔ وہ عورتیں تم تک پہنچیں کیسے؟ یا تم ان تک کیسے پہنچے؟“

”دراصل میں دیکھنے میں فاما شریف ہوں۔ اس نے انکار سے کہا۔ بڑے بڑے لوگ میرے دوست ہیں۔ میری زندگی ہوٹلوں، کلبوں اور تقریبات میں اعلیٰ طبقے کے لوگوں کے ساتھ گزرتی ہے۔ مجھے ایک معزز آدمی سمجھا جاتا ہے۔“

میں نے رشک سے کہا۔ ”لیکن خواتین تمھاری طرف خصومت سے متوجہ ہوتی ہیں تم میں مخالف منف کے لیے ضرور کوئی کشش ہو گی۔ تمھاری شخصیت پر لطف گفتگو یا کوئی اور بات عورتوں کو اچھی لگتی ہوگی۔ اتنا میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ تم ایک پھرتیلے اور دلکش نوجوان ہو، دلچسپ باتیں کرتے ہو اور شائستگی سے پیش آتے ہو۔ یہ باتیں بھی پسند کرتے ہیں ہاں میں عورت مرد کی کیا تخصیص مگر یاد رہے کہ وہ کون سی خصوصیت ہے جسے عورتیں زیادہ پسند کرتی ہیں؟“

وہ خوش ہو گیا۔ میں نے کبھی غور نہیں کیا۔ کوئی بات ہوگی ضرور۔ ”مرد تمھیں ناپسند تو نہیں کرتے؟ میں نے ایک دم پوچھا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ کیا مرد آسانی سے تمھارے دوست بن جاتے ہیں؟“
 اس کی مسکراہٹ کا نور ہو گئی۔ میں... میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ ”رات کو منہ ٹھیک آتی ہے؟“ میں نے موضوع بدل دیا۔ سوتا کیسے دیکھتے ہو؟ اچھے یا برے؟“

”میرے اھصاب بہت مضبوط ہیں ڈاکٹر! کسی کو قتل کر کے میں ذہنی انتشار میں مبتلا نہیں ہوتا، میں نے خواب میں آج تک کسی قاتل کو نہیں دیکھا۔ مجھے کبھی برے خواب دکھائی نہیں دیتے۔“

اس کے لیے سے جھوٹ ظاہر تھا۔ میں نے اس کی طرف دیکھے بغیر بات بدل دی۔ ”تم نے بتایا تھا، اپنے گھر میں تم سب سے چھوٹے تھے، تم سے بڑی تین بہنیں تھیں۔ کیا یہ عورت مال تمھارے لیے خوش گوار تھی؟“
 ”نہ نہ... ناخوش گوار کیوں ہوتی۔ وہ بے قرار سا ہو گیا۔“

”سبھی تم پر خواہ مخواہ رعب بھاڑتے ہوں گے؟ میں نے اس کا تار پھڑپھڑایا۔ تمھاری ماں اور تمھاری بہنیں؟“

سب بنگ

”میں نے یہ کب کہا آپ سے؟“ وہ تیزی سے ہولا۔ ویسے میں کسی کے رعب و اب میں نہیں آتا۔ میری زندگی میری ہے۔ میں کسی کے ساتھ رہنا بھی نہیں ہوں۔ میرا گھر الگ ہے، وہاں جو چاہوں کر سکتا ہوں اپنے ذاتی معاملوں میں مجھے کسی کی دخل اندازی پسند نہیں کوئی مجھے سگریٹ کے نقصانات پر لیکچر نہیں دے سکتا، شراب سے منع نہیں کر سکتا۔ میں جسے چاہوں اپنے گھر لے جا سکتا ہوں۔ کوئی روک ٹوک کر کوئی پابندی نہیں ہے۔“

”سگریٹ نکالو۔“ میں نے اسے ٹھنڈا کرنے کے لیے کہا۔ ”ضرور ضرور۔“ اس نے سگریٹ کیس میری طرف بڑھا دیا۔ کیا یہ سگریٹ واقعی اچھی ہے ڈاکٹر؟“

”اچھی نہ ہوتی تو میں مانگا کیوں؟“ اس کا چہرہ دمک اٹھا۔ میں نے کہا۔ ”تمھارے باپ کا انتقال تمھارے ہوش سے پہلے ہو گیا تھا۔ تمھیں اپنے باپ کی کوئی بات یاد ہے؟“

”زیادہ نہیں۔“ وہ سوچ میں ڈوب گیا۔ ”میرا خیال ہے وہ مجھ پر بہت مہربان تھے، انھیں مجھ سے بہت محبت تھی۔“

”اگر وہ زندہ رہتا تو آج غالباً میرے برابر ہوتا؟“ میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔

”ہاں۔“ اس نے تذبذب سے کہا۔ ”یہی عمر ہوتی۔ مجھے ان کی ہمدردی اور شفقت یاد ہے۔“

”کیا تمھاری ماں کو کبھی تم سے یہ شکایت ہوئی کہ تم اس پر توجہ نہیں دیتے؟“ میں نے کہا۔ ”کیا تم سے ماں کی خدمت میں کوئی کوتاہی ہوئی ہے؟ مثلاً یہ کہ اس نے تم سے کوئی کام کہا ہو اور تم نہ کر سکے ہو؟“
 ”کیا کبھی ایسا ہوا کہ وہ بیمار ہو اور تم اسے ڈاکٹر کے پاس نہیں لے گئے یا دوا لانا بھول گئے؟“

”اکثر تو نہیں ہوا۔“ اس نے بتایا۔ ”ایک بار ہو گیا تھا۔ وہ بیمار تھی۔“
 ”تمھاری ماں نے تمھاری غفلت پر ہنگامہ بڑا کر دیا ہوگا؟“
 ”نہیں کرنے دیے ہوں گے؟ سخت کسست کہا ہوگا؟“ اس میں جواب دینے کی ہمت نہیں تھی۔ میں نے تحلیل جاری رکھی۔ ”بہنوں کا رویہ بھی تمھارے ساتھ مناسب نہیں ہوگا؟“ میں نے مخاطبہ میں کہا۔ ”انھیں بھی تم سے شکایتیں ہی رہتی ہوں گی۔“ ”وان! تم نے یہ نہیں



ملک کا بہترین سیل

کیا ڈان! تم نے وہ نہیں کیا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو گئے اُس کا کوئی ٹکڑہ
 ادا نہیں کرتا ہو گا۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا؟
 اُس کے ماتھے پر پسینہ آگیا۔ ڈاکٹر: وہ الفاظ ڈھونڈنے لگا۔
 ”ایک واقعہ سنئے۔ ایک بار میری بہن کی برسی تھی۔ اتفاق سے مجھے یاد
 نہیں رہا۔ بھول چوک ہر آدمی سے ہو جاتی ہے مگر...“
 میں نے بات کٹ دی۔ تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ
 تمہاری ایک بہن کا انتقال ہو چکا ہے؟“

”اس میں بتانے کی کیا بات تھی؟ وہ بھڑک اٹھا۔ اُس کا انتقال
 ایک ایکسی ڈنٹ میں ہوا تھا۔“

”کیسا ایکسی ڈنٹ؟“ اُس کی دکھتی رگ میرے ہاتھ آگئی۔ کیا اُس
 ایکسی ڈنٹ سے تمہارا بھی کوئی تعلق تھا؟ اتنے مشتعل کیوں ہو رہے
 ہو؟ صاف صاف بتاؤ، کیا تم نے اُسے قتل کیا تھا؟“

”قتل؟“ وہ تڑپ گیا۔ آئندہ تم نے یہ کاتو میں زبان کھینچ لوں گا۔
 میں نے اُس کا کندھا تھپ تھپایا غبار سے ہوا اٹھ گئی۔ دیکھو
 ڈان! میں تمہارا ڈاکٹر بھی ہوں دوست بھی تم مجھ پر اعتماد کر سکتے ہو۔ مجھ
 سے کچھ چھپانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سمجھ لو کہ میں تمہارا باپ ہوں۔
 شفیع اور ہر دو باپ!۔“

اُس نے کانپتے ہاتھوں سے سگریٹ سلگانی اور ماتھے سے پسینہ
 صاف کیا۔ پھر اُسے یاد آیا کہ اُس نے مجھے سگریٹ پیش نہیں کی۔ سگریٹ
 کیس اُس نے میری طرف اچھال دیا۔ میں نے ایک سگریٹ جلا لی وہ
 بولا: آپ کا اندازہ درست ہے ڈاکٹر! میری بہن کا نام ڈوڈس تھا۔ اُس
 کا لہجہ بدل گیا۔ ڈوڈس میرے ہی ہاتھوں میں جلائی گئی تھی۔ یہ میرا سہیل قتل
 تھا۔ ڈوڈس نے حلال مجھے مجبور کر دیا تھا۔ میں اُسے قتل کرنا نہیں چاہتا
 تھا صرف ایک لمحے قبل بھی میرے ذہن میں یہ بات نہیں تھی۔ جس
 دن کا یہ واقعہ ہے گھر میں ہم دونوں کے سوا کوئی نہیں تھا۔ ڈوڈس گتیا
 کی طرح مجھ پر بھونکے جا رہی تھی۔ تم نکلتے ہو کام چور ہو نا لاٹن ہو ہماری
 قسمت خراب تھی جو تم جیسا بھائی ملا۔ دوسری لڑکیوں کے بھائی ٹھکان
 چھوڑتے ہیں بہنوں پر۔ یہ کہتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ ڈوڈس اس طرح کہہ
 رہی تھی جیسے دنیا کی ہر لڑکی کا بھائی فرشتہ ہو صرف میں ابلیس تھا۔
 وہ بکواس کرتی رہی۔ میں کہاں تک برداشت کرتا۔ میری ہمت جواب
 دے گئی۔ میں نے اہلک دیا اور نکال کے اُسے شوٹ کر دیا۔ میری عمر
 مرنے سے دو سال تھی۔ پولیس کو میں نے یہ بیان دیا کہ میں ریوالور صاف
 کر رہا تھا اتفاق سے گولی چل گئی۔ یہ بیان میسج مان لیا گیا۔ میری عمر بھی
 کم تھی۔ برائے نام سزا ہوئی۔“

”تمہارے گھر میں ریوالور کا کیا کام؟ وہ بھی بھرا ہوا؟“

”ریوالور میں نے خود طریقہ یاد کیا تھا۔ اس نے انکشاف کیا۔“ پہلے

میں ریوالور چھوڑتے ہوئے دڑتا تھا۔ رفتہ رفتہ دُور ہوا اور مجھے بھی سی
 گولی کی بے پناہ قوت کا اندازہ ہو گیا۔ ریوالور نے مجھے خود اعتمادی
 اور جرات دی۔ ریوالور اٹھا کے میں ناقابل شکست ہو جاتا ہوں۔ ساری
 دنیا مجھے ایک اٹھائے کی غلام نظر آتی ہے۔ لوگوں کی زندگی اور موت
 میری ایک جنبش پر منحصر ہوتی ہے۔ ڈوڈس کو تھکانے لگا کہ میں
 اس کا تجربہ کر چکا تھا۔ ریوالور میرے پاس ہو تو کوئی میرے کچھ نہیں بگاڑ
 سکتا۔ اُس نے گھڑی پر نظر ڈالی۔ پانچ بجنے والے ہیں۔ میرا وقت
 ختم ہو رہا ہے۔“

”ابھی پانچ نہیں بجے۔“ میں نے دوستانہ مسکراہٹ سے کہہ دیا
 بھی جلدی تو مجھے ہونی چاہیے۔“

”ڈاکٹر! اُس نے ٹھہری ہوئی پتلیوں سے مجھے دیکھا۔“ آپ کو
 معلوم ہے میں یہاں کیوں آیا ہوں؟“

”میں سنی اُن سنی کر کے اپنی نوٹ بک دیکھا رہا۔ گویا تمہاری
 بہنیں تمہیں اچھا نہیں سمجھتی تھیں ہر وقت کوس کوس کے تمہیں
 اذیت پہنچاتی تھیں۔ وہ ہمیشہ تم پر رعب جاتی تھیں کیونکہ تم چھوٹے
 تھے۔ وہ تمہیں چھوٹا بھائی نہیں نوکر سمجھتی تھیں؟ اُن کی نظر میں
 تمہاری قطعاً عزت نہیں تھی؟“

”ہاں... ہاں۔“ میرا مطلب یہی تھا۔ ڈان نے مشکل سے کہا۔
 ”ماں بھی اُن کا ساتھ دیتی تھی جیسے میں سوتیلا ہوں اُن سے کم تر ہوں
 اس کا چہرہ جذبات سے سرخ ہونے لگا۔“

”کیا تمہیں اُن سے یہ شکایت اب بھی ہے؟“ میں نے کہنے
 کہنے سوال کیا۔ کیا اُن کا سلوک تمہارے ساتھ دہری ہے جو پہلے تھا؟“
 ”اب اُن سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔“ وہ سرکشی سے بولا۔
 ”کبھی کبھی رونا خیریت پر چھنے چلا جاتا ہوں۔“

”جب بھی تم جاتے ہو وہ تم سے ٹھیک طرح بات نہیں کرتی
 ہوں گی؟ وہی جلی کٹی سناتی ہوں گی؟“

”اُس نے سگریٹ فرنٹ پر ڈال کے جھوٹے مسکرایا۔
 ”میرے اپنا آتش فشاں دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اپنے آپ سے
 لڑ رہا تھا اور پسپا ہو رہا تھا۔ ڈاکٹر! اب بہت ہو چکا۔ اُس نے مجھے
 گھوڑے دیکھا۔“ تمہیں یہ سن کر مایوسی ہو گی کہ نہ میں نفسیاتی مریض ہوں
 نہ یہاں علاج کرنے آیا ہوں۔ میں نے اُس کی مسلی ہوئی سگریٹ نکال
 سے اٹھا کے ایش ٹرے میں ڈال دی اُسے سخت سی ہوئی مگر اُس
 نے جادو مان لیا۔ میں کہتا: تم مجھ سے ذاتی سوالات کیوں کر رہے ہو؟
 کیا تمہارے مریض بھی تم سے تمہاری نجی زندگی کے بارے میں سوال
 کرتے ہیں؟“

”ہاں اکثر۔“ میں نے خود کو پُر سکون دکھا۔ سبھی کی خواہش یہی

ہے کہ دوسروں کو سمجھیں۔

”جاکا اسی لیے میں نے تمہارے بارے میں سب کچھ معلوم کر لیا ہے۔ وہ معنی خیز انداز میں مسکرایا۔ میں تمہاری غیر حاضری میں تمہارے گھر جاتا رہا ہوں۔ اب علاج معالجہ چھوڑ دو اور صاف صاف سن لو، مجھے یہاں تمہاری بیوی نے بھیجا ہے۔ غالباً یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ کیوں بھیجا ہے۔“

اُس کی طرف کنکھیں سے دیکھنا بھی خطرناک تھا۔ میں نوٹ کر رہی تھی کہ تمہاری جو بہن مر چکی ہے دوسری شاید تمہیں یہ عروس ہوتا تھا کہ وہ تم پر مسلط ہے؟ تم اُس کے سامنے خود کو مجبور و بے بس سمجھتے تھے؟ اُس کا لہجہ حکمتانہ ہوتا تھا؟

ڈان نے کھڑکی سے باہر نظر ڈالی۔ پانچ بج چکے ہیں۔ اُس کا ہاتھ آہستہ آہستہ جیب میں جانے لگا۔

”اچھا ڈان! بہت بہت شکریہ۔“ میں نے اُٹھ کے دروازے کاٹنچ کیا۔ آج کی ملاقات بے حد دلچسپ رہی۔ میری پشت اُس کی طرف تھی میرے سکون و اعتماد میں فرق نہیں آیا۔ ایک بات اور بتاؤں۔ میں نے سائل پر ہاتھ لکھا۔ میرا خیال ہے تمہیں کوئی مرض نہیں ہے تم بالکل معتدل ہو، بالکل نارمل ہو تمہیں ذہنی مریض کہنے والا خود ذہنی مریض ہے۔ میں ماہر نفسیات ہوں ایک ماہر نفسیات کسی ذہین اور سمجھ دار آدمی کو بالکل نہیں سمجھ سکتا۔ میں نے اُس کی طرف پشت کر کے زبردست خطرہ مول لیا تھا۔ آہستہ آہستہ میں پلٹا۔ تم نے مجھ سے مذاق کیا تھا نا؟ میں ہنسنا۔ تم شاید یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ نفسیات کے ماہرین آدمی کو سمجھتے بھی ہیں یا محض ڈھونگ دہاتے ہیں۔ اب تمہارا شک دور ہو گیا ہو گا۔ ہم لوگ طویل تعلیمی اور عملی تجربات کے بعد اس قابل ہوتے ہیں۔ خیر تم نے مجھے آزاد بھی لیا، اپنے متعلق میری رائے بھی سن لی۔ اب مطمئن ہو جاؤ مجھے تمہارا مذاق بُرا نہیں لگا مذاق دوست ہی کرتے ہیں۔“

”مجھے افسوس ہے ڈاکٹر! ڈان کا ہاتھ جیب سے نکل آیا۔“ مجھے معلوم نہیں تھا کہ تمہارا اندازہ اتنا درست ہو گا۔“

”ڈان! میں تبتم ہوا۔“ مجھے تم سے بہت سی باتیں کرنی ہیں۔ کیا تم رات کو نہیں آ سکتے؟ کھانا تم میرے ساتھ کسی ہوٹل میں کھا لینا۔ میں اپنی بیوی کو فون کر دیتا ہوں کہ دیر سے لوٹوں گا کیا خیال ہے؟ رات کو تمہیں کیسے اور تو نہیں جانا؟“

اُس کے منہ پر کچھ ہنسنا تھا۔ چیلنج لگی۔ فون کرنا بیکار ہے ڈاکٹر! آپ کی بیوی اس وقت گھر میں نہیں ہے اس وقت وہ ایک تقریب میں ہے جس پر سٹ لگ اُسے گھر پر نہیں آ سکتی اُس کی تعریف و توصیف کر رہے ہیں کہ ضرورت کے وقت ہی لوگ گراہی دیں گے

کہ آج وہ اس وقت کہاں تھی۔

میں نے کچھ سمجھنے کے انداز میں سر کھجایا۔ گریٹم دونوں نے دل کر مجھ سے مذاق کیا ہے۔ میری بیوی بھی عجیب عورت ہے۔ اُس نے فقہ لگایا۔ آپ کی بیوی بہت پکڑکش اور دل فریب باتیں کرتی ہے۔

میں نے معمولی تشویش ظاہر کی۔ ماں لوگ اکثر اُس کی باتوں میں آجاتے ہیں۔ تم ترخیز ذہین آدمی ہو فوراً سمجھ گئے ہو گے۔ وہ بے وقوف بن کے بے وقوف بنانے میں کمال رکھتی ہے۔ اُس کے چہرے پر تردد نمودار ہوا۔ میں نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ وہ بظاہر بڑی عاجزی سے درخواست کرتی ہے مگر اُس کی درخواست حکم ہوتا ہے۔ وہ جانتی ہے کہ کس مرد کو ناز ادا کی کتنی مٹھاس سے مارا جاسکتا ہے۔

”مجھے کوئی عورت بے وقوف نہیں بنا سکتی۔ اُس نے کھوکھلے اعتماد سے کہا۔

میں زور سے ہنسا۔ کبھی کبھی اُس کا مذاق سنگین ہو جاتا ہے۔ ہر سکتا ہے میرے متعلق اُس نے تم سے کہا ہو کہ میں ماہر نفسیات نہیں ہوں بلکہ درد پروردہ اسمگلر ہوں یا یہ کہ پردہ فروش ہوں اور غلاموں کی بچاؤ کرتا ہوں۔ ایک بار اُس نے میرے ایک دوست کو یہ کہہ کر چکر میں ڈال دیا تھا کہ میں ایک بینک ڈکیتی میں ملوث ہوں اور قاتل کا سواگت لگا کے پولیس سے چھپا ہوا ہوں لیکن اُس کا شوہر ہوں اس لیے مجھ پر پابندی ہے۔ مجھ سے وہ یہ بے سرو پا بات کرتی تو میں کہہ دیتا۔ تم بھول کر رہی ہو۔ ڈان خود کو مطمئن ظاہر کر رہا تھا مگر محاسبہ بہت مضطرب۔

”کچھ نہ کہہ تو کہا ہو گا اُس نے۔ مثلاً یہ کہ کلینک میں جو عورتیں آتی ہیں میں اُن کے چکر میں پڑا رہتا ہوں؟“

”نہیں... وہ بولا۔ اُس نے کہا تھا کہ وہ طلاق چاہتی ہے لیکن تم اسے طلاق نہیں دیتے، طلاق کے دس لاکھ ڈالر مانگ رہے ہو؟“

مجھے بے اختیار ہنسی آئی۔ دیکھا میں صمیم کہہ رہا تھا۔ دس لاکھ

میں منبتے منبتے لوٹ پوٹ ہو گیا۔ اُس کے پاس دس ہزار ڈالر بھی نہیں

ہیں۔ میں بھلا اُس سے دس لاکھ ڈالر مانگوں گا؟ کیا میں اتنا احمق نظر

آتا ہوں تمہیں؟ میں اچانک سنجیدہ ہو گیا۔ ڈان! تم میرے دوست ہو

بات سمجھتے ہو۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہمارے ازدواجی تعلقات خوش گوار

نہیں ہیں مگر ہم یہ بات کسی پر ظاہر نہیں کرتے۔ اُسے اپنے خاندان کی

عزت پلیدی ہے مجھے اپنا وقار عزیز ہے۔ اُس نے تمہیں اُنہی بات

بتائی ہے طلاق وہ نہیں چاہتا ہوں مگر وہ رقم بہت مانگتی ہے۔

اتنی رقم میں اُسے عمر بھر نہیں مل سکتا۔

ڈان بے وقوف کی طرح مجھے تکتے لگا۔ لیکن... لیکن ڈاکٹر!

اُسے رقم کی کیا ضرورت؟ وہ تو خود کو رکتی ہے۔ اُس کا تعلق برائے

خاندان سے ہے۔ برائوں خاندان میں کروڑ پتی سے کم کمن ہے؟
 عام طور پر برائوں خاندان کا ہر فرد کوڑ پتی ارب پتی سمجھا جاتا ہے۔
 میں نے سنجیدگی برقرار رکھی۔ ایک سگریٹ اور نکالو... نیکریہ... فیئر مانی
 دفعہ بالکل صبح وقت پر آیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ برائوں خاندان میں
 سب لوگ مال دار نہیں ہیں بہت سارے لوگ غریب بھی ہیں۔ میری
 بیوی ہی کا گھرانہ دیکھ لو۔ مجھے ہمیشہ میں پندرہ ہزار ڈالر اور اپنے کسٹر
 کے چھوٹے برائے قرض کے سوا کیا ملا تھا۔ میں ایک مدت تک وہ قرض
 چکاتا رہا۔ ڈاکٹر کی آمدنی کسی صنعت کار کی آمدنی کی طرح لاعلم و نہیں کرتی۔
 ڈان نے حیرت سے کہا: مگر آپ کی کوئی تو بہت شان دار ہے
 بالکل محل ہے۔

اب ہمیں وہاں سے نکلنا پڑے گا۔ میں نے افسوس سے کہا۔
 ہم جھوٹی شان کے لیے اب تک کسی نہ کسی طرح اس کا کرایہ ادا
 کرتے رہے ہیں مگر اب میرا دیوانا نکل چکا ہے۔ میں اپنی بیوی سے کہہ
 چکا ہوں کہ کسی فلیٹ میں رہنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔
 وہ بے خیالی میں بڑبڑایا: مجھے اس نے پندرہ ہزار دینے کا وعدہ
 کیا تھا۔

میں نے اس کی بڑبڑاہٹ پر توجہ نہیں دی۔ سگریٹ کا طویل
 کش لے کر کہا: آدمی گھر میں بسا آئے شادی کیوں کرتا ہے؟ ظاہر ہے
 سکون اور آرام کے لیے مگر شادی کے بعد مجھے نہ سکون ملا، نہ آرام۔ دن رات
 بیل کی طرح کام کرتا ہوں پھر بھی اغراجات پورے نہیں جتے۔ کون سی
 مسرت ملی مجھے تم جب اپنی ماں اور بہنوں کی بات کر رہے تھے۔ میں
 اپنی بیوی کے متعلق سوچ رہا تھا۔ رشتہ کوئی بھی بڑی عورت کے جال سے
 کوئی نہیں بچتا۔ عورت ہمیشہ سے مرد پر مسلط ہے۔ وہ مجھے ہتھکڑی باندھے
 دیکھ رہا تھا۔ میں ہلکا سا شایہ تم نے عروس کیا ہو۔ میری بیوی کے روپ
 میں بھی تمہاری بہن ہی ہے۔ حکم چلانے والی، زر غریہ غلام سمجھنے والی،
 بے وقوف بنانے والی۔ بااوقات مجھے سب عورتوں میں ایک جیسی لگتی
 ہیں۔ تمہیں بھی میری بیوی میں کسی کی مشابہت نظر آئی ہوگی، مثلاً
 تمہاری بہن ڈورس کی مشابہت ہے۔

اس نے ہلکیں جھپکائے بغیر قرار کیا: ہاں معمولی سی مشابہت
 ہے تو۔

لیکن عورت کی مشابہت سے کچھ نہیں ہوتا۔ اہل بات سیرت
 کی ہے۔ میں نے وضاحت کی: تم نے یہ ضرور عروس کیا ہوگا کہ وہ تمہیں
 مرعوب کر رہی ہے بے وقوف سمجھ رہی ہے اور اپنے اشاروں پہ نچانا
 چاہتی ہے۔ اس کی آنکھوں میں جھانک کر دیکھا ہے تم نے؟ تمہیں
 ڈورس کی آنکھیں بھی یاد ہوں گی؟
 وہ کچھ سوچنے لگا۔ نتیجے پر پہنچنے کے لیے اُسے ملت دیکھ رہی تھی۔

میں نے اسے ملت دی۔ اُس کے چہرے پر ایک لگ آ رہا تھا،
 ایک ہار رہا تھا۔ چند لمحوں بعد اُس نے ہولے سے کہا: ڈورس۔ ہاں ہاں
 عجیب بات ہے، وہ ڈورس ہی معلوم ہوتی ہے۔

میں نے ایک سوا آدھ بھری۔ ہر ملت ڈورس ہوتی ہے دوست
 ڈورس تم پر حکم چلاتی تھی میری بیوی مجھ پر حکم چلاتی ہے جیسے میں شوہر
 نہیں تو کر رہی ہوں لیکن مرد کو نہیں ہوتا کہ عورت کے پیچھے پیچھے دم ہلاتا پھر
 عورت ریا کاری کا دوسرا نام ہے۔ ڈان: میرے دوست! میں تم سے کم
 مظلوم نہیں ہوں تمہارا باپ مر گیا تھا، تم اکیلے رہ گئے۔ اسی طرح میرا
 اکلوتا بیٹا مر گیا تھا، میں اکیلا رہ گیا۔ آج میرا بیٹا جو میں سال کا ہوتا،
 تقریباً تمہاری عمر کا۔ لوگ میرے پاس اپنے دکھ لے کر آتے ہیں
 یہ کوئی نہیں دیکھتا کہ میں خود کس قدر دکھی ہوں۔ مجھ پر بدلتی طاری
 ہونے لگی۔ وہ بھی ذہنی کرب میں مبتلا نظر آ رہا تھا۔ میں نے بھڑائی ہوئی
 آواز میں کہا: میرے بیٹے کو ماں کی محبت نہیں ملی۔ ملتی تو وہ یقیناً زندہ
 رہتا۔ تم بڑے باہمت ہو ڈان! تمہاری ماں اور بہنوں نے تمہاری زندگی
 اجیر کر رکھی تھی مگر تم نے مردانہ وار مقابلہ کیا اور زندہ رہے۔ کاش یہ
 حوصلہ میرے بچے میں بھی ہوتا۔

ڈان نے دل گیر لہجے میں کہا: میری ماں کہتی تھی: بچے! تو زندہ
 رہ کے کیا کرے گا۔ یہی طعنہ ڈورس بھی دیتی تھی۔ اُسے مجھ سے انتہائی حد
 تھا، اُسی کو کیا سب کو حسد تھا، اس کے باوجود میں زندہ رہا کیونکہ میں
 حوصلہ مند آدمی ہوں۔

اس میں کیا شک ہے۔ میں نے رشک سے کہا: تم جیسے
 حوصلہ مند کم ہوتے ہیں۔

یہ باتیں اس نے کسی سے نہیں سنی تھیں۔ وہ پیار، محبت
 اور اعتماد سے محروم تھا۔ ایک ٹھکرا یا ہوا مظلوم، اکیلا انسان پیر افاغ
 اس کے زخموں کے لیے مرہم تھے۔ ڈاکٹر: وہ اچانک کھڑکھڑایا: میں
 پھر آفل گا۔ مریض کی حیثیت سے نہیں دوست کی حیثیت سے۔
 اس کی آنکھوں سے ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کسی کام کی اجازت
 مانگ رہا ہو۔

”ضرور میرے دوست! ضرور میرے مردانہ مقابلے کے لیے مجھے
 کھلے رہیں گے۔“

اس نے آنکھ دہائی۔ میں ایک تقریب میں جا رہا ہوں۔ وہ
 معنی خیز ملازمین مسکرایا: ہو سکتا ہے وہاں سے یا بعد میں کہیں۔
 سے میں تمہیں فون کروں۔ فون پر تم ایک خوش خبری سنے گے۔ میں نے
 مہاتے ہوئے دیکھا رہا۔

